زیارت گنبد خضریٰ کا ثبوت

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

امابعد! ابن تیمیہ نے مزارِ رسول ﷺ کی زیارت کے سفر کو شرک لکھا تو سخت سزا پائی۔ آج بھی اِس کے چیلے (پیروکار) وہی عقیدہ رکھتے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی سزا پائیں گے۔

تمام مؤمنین صالحین کے نزدیک بالاتفاق حضور ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرنا اہم ترین نیکی اور افضل ترین عبادت اور درجاتِ عالیہ تک پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور پُر اُمید وسیلہ ہے۔ بلکہ بعض آئمہ عِظام و علمائے کرام کے نزدیک واجب ہے۔ وُسعت و طاقت کے ہوتے ہوئے اس کا ترک (چھوڑنا) بہت بڑی جَفَا (بے رُخی) اور انتہائی بد نصیبی محرومی ہے۔ اسی طرح معمولی عُذر کی بناء پر اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم ہونا انتہائی قَسَاوَتْ (سخت دلی) اور جفا (بے رُخی) ہے۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان پائیں گے۔

شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ

این آیہ کریمہ دلالت دارد برحت وترغیب حضور درگاہ رسالت پناہ مغفرت دراں جناب اجابت مآب وطلب استغفار ازوے ﷺ و ایں رتبہ عظیمہ است کہ ابدانقطاع پذیر نیست ازجہت استوائے حالت موت و حیات نسبت بسرورکائنات ﷺ۔

(جذب القلوب صفحہ 211)

یعنی یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے درگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اُس آستانہ مقدسہ پر حاضر ہو کر طلب مغفرت کرنے اور حضور ﷺ سے کرانے پر اور یہ ایک رتبۂ عظیمہ ہے کہ کبھی مُنقطع ہونے والا نہیں۔ اس لئے کہ سرورِ کائنات ﷺ کی حالت حیات و مَمات (زندگی و ظاہری وفات) برابر ہے۔

فائدہ: مولوی محمد قاسم نانوتوی مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اسی آیت کریمہ کے متعلق لکھا ''اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے اُمتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام اُمت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے اُمتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی مُتصَوَّر ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں۔''[1]

(آبِ حیات صفحہ 40)

[1] (آبِ حیات از قاسم نانوتوی، ص52، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون لوہڑ گیٹ، ملتان)

حکایت: وہ مشہور واقعہ جو ائمہ عظام اور علمائے کرام نے اپنی اپنی مُعتبر تصانیف میں ذکر فرمایا ہے اس پر روشن دلیل ہے کہ وصال شریف کے بعد ایک اعرابی نے روضۂ انور پر حاضر ہو کر روضہ شریف کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور یوں کہا یَا خَیْرَ الرُّسُلْ[2] اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو قرآن شریف نازل فرمایا ہے اس میں یہ بھی ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○ (سورۂ نساء آیت ۶۴)

ترجمہ: اور بے شک میں نے معصیت و نافرمانی کر کے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور آپ سے شفاعت کا طالب ہوں۔ پھر اُس اعرابی نے زار و زار روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

يَا خَيرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالقَاعِ أَعْظُمُهُ ۔۔۔ فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنّ القَاعُ وَالأَكَمُ

یعنی اے بہترین ذات جن کی مبارک ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں کہ ان کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے بھی مُعطّرْ (خوشبودار) ہو گئے۔

نَفْسِي فِدَاءٌ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ ۔۔۔ فِيهِ العَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

یعنی میری جان قربان ہو اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں اس قبر میں پاکیزگی و طہارت ہے اور اس میں بخشش و سخاوت اور کرم ہے۔

أَنْتَ الشَفِيعُ الّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُه ۔۔۔ عَلَى الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَلَّتِ القَدَمُ

یعنی آپ وہ شفیع ہیں کہ جن کی شفاعت کی اُمید کی جاتی ہے جب کہ اس پُل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

وَصَاحِبَاكَ فَلاَ أَنْسَاهُمَا أَبَداً ۔۔۔ مِنِّي السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ مَا جَرَى الْقَلَمُ

یعنی اور آپ کے دو صاحبوں (یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو تو میں کبھی نہیں بھول سکتا میری طرف سے تم پر سلام ہو جب تک (کہ دنیا میں) قلم چلتا رہے۔

اس پر قبر انور سے آواز آئی: قَدْ غُفِرَلَکَ[3] یعنی کہ تیری بخشش ہو گئی۔ (جذب القلوب صفحہ 211، وفاء الوفاء، خلاصۃ الوفاء)

فوائد:

(۱) صرف مزارات کے لئے سفر کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہے۔

(۲) مزارات پر حاضر ہو کر بارگاہِ حق سے مشکلات حل کرانا۔

(۳) نبی پاک ﷺ کی حیات کا عقیدہ۔

احادیثِ مبارکہ

فائدہ: زیارتِ روضۂ انور کی ترغیب میں بہت سی احادیث مبارکہ بھی وارد ہوئی ہیں جن کے متعلق امام المحدثین حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اما از انچه بصریح لفظ زیارت وقوع یافته ایں احادیث است که از نقل ثقات بطریق متعدده بعضے ازاں بدرجه صحت رسیده و اکثر بمرتبه حسن آمده ثبوت یافته۔ (جذب القلوب صفحہ ۱۹۵)

---

[2] یعنی اے رسولوں میں سب سے بہترین رسول ﷺ۔ (س رضا)

[3]) الإيضاح في مناسك الحج والعمرة للنووي. الباب السادس في زيارة قبر سيدنا ومولانا رسول الله صلى الله عليه وسلم وشرف وكرم وعظم وما يتعلق بذلك. ص455. دار البشائر الإسلامية. بيروت المكتبة الأمدادية. مكة المكرمة. الطبعة: الثانية. 1414 هـ 1994 م)

یعنی اور وہ اَحادیث جن میں صریح لفظ "زیارت" آیا ہے جن کو ثِقَہ اماموں نے متعدد سندوں کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ بعض ان میں درجہ صحت کو پہنچی ہیں اور اکثر مرتبہ حسن کو ثابت ہوئی ہیں، وہ یہ ہیں۔

حدیث نمبر ۱:

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ **من زار قبري، وجبت له شفاعتي.**[4] (جذب القلوب صفحہ 195، شفاء السقام صفحہ 2)

یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

حدیث نمبر ۲:

انہی سے روایت ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ **من زار قبري، حلت له شفاعتي**[5] (جذب القلوب صفحہ ۱۹۵، شفاء السقام صفحہ ۲)

یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ روضۂ انور کی زیارت کرنے والے خوش نصیب مومنوں کے واسطے حضور ﷺ کی شفاعت واجب و حلال ہوجاتی ہے۔

حدیث نمبر ۳:

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

مَنْ زَارَ قَبْرِي أَوْ قَالَ: مَنْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا ، وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللهُ فِي الْآمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[6]

یعنی جس نے میری یا میری قبر کی زیارت کی میں اس کا شفیع اور شہید ہوں گا اور جو حرمین میں سے کسی ایک میں مرے گا اللہ اس کو قیامت کے دن اَمن والوں سے اُٹھائے گا۔ (مسند ابو داوٗد طیالسی صفحہ 12، شفاء السقام صفحہ 30، جذب القلوب صفحہ 195)

فائدہ: اہلِ علم و عرفان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اہلِ مَعصیت (گنہگار) زائرین (زیارت کرنے والوں) کی سفارشی اور اہلِ اطاعت (نیکوکار) زائرین (زیارت کرنے والوں) کے گواہ ہوں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت و شہادت، قیامت کے دن کی سختی و ہولناکی سے اَمن، معاصی (گنہگار) کی بخشش، رَفعِ درجات و مراتب اور بغیر حساب کے جنت میں داخلے کے لئے ہوگی۔

حدیث نمبر ۴:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ **مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِي بَعْدَ مَوْتِي كَانَ كَمَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي.**[7]

یعنی جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو یہ اس جیسا ہے کہ جس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

---

[4] (شفاء السقام في زيارة خير الأنام صلى الله عليه وسلم لتقي الدين السبكي. الباب الأول في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً. الحديث الأول. ص87. دار الكتب العلمية. بيروت. الطبعة الأولى. 2008م)

[5] (شفاء السقام في زيارة خير الأنام صلى الله عليه وسلم لتقي الدين السبكي. الحديث الثاني. الباب الأول في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً. الحديث الثالث. ص104. دار الكتب العلمية. بيروت. الطبعة الأولى. 2008م)

[6] (مسند أبي داود الطيالسي. الحديث الثاني. أحاديث عمر بن الخطاب. الأفراد عن عمر. 66/1. الحديث65. دار هجر – مصر. الطبعة: الأولى. 1419 هـ 1999م)
(شفاء السقام في زيارة خير الأنام صلى الله عليه وسلم لتقي الدين السبكي. الحديث السادس. الباب الأول في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً. الحديث الثالث. ص132. دار الكتب العلمية. بيروت. الطبعة الأولى. 2008م)

[7] (مشكاة المصابيح. كتاب المناسك. باب حرم المدينة حرسها الله تعالى. الفصل الثالث. 340/2. الحديث2756- [29]. المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة. 1985م)
(شفاء السقام في زيارة خير الأنام صلى الله عليه وسلم لتقي الدين السبكي. الحديث الرابع. الباب الأول في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً. الحديث الثالث. ص114. دار الكتب العلمية. بيروت. الطبعة الأولى. 2008م)

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۴۱،شفاء السقام صفحہ ۲۰، جذب القلوب صفحہ ۱۹۵)

فائدہ: اس ارشادِ گرامی کا یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ زائر(زیارت کرنے والا) تمام احکام ووجوہ میں مثلِ صحابی کے ہو جاتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبرِ انور میں حقیقی و جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور زائر کو اپنے کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر ایک سعادت و خصوصیت حاصل ہو جاتی ہے جو اوروں کو حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آپ کی ظاہری زیارت و صحبت کی وجہ سے ساری اُمت پر ایک خصوصیت وامتیاز حاصل ہے۔

حدیث نمبر۵:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

مَنْ جَاءَنِي زَائِرًا لَا يَعْلَمُهُ حَاجَةً إِلّا زِيَارَتِي كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. [8]

یعنی جو میری زیارت کو آئے کہ سوائے میری زیارت کے اور کوئی غرض نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اُن کا شفیع (شفاعت کرنے والا) بنوں۔

(طبرانی کبیر، شفاء السقام صفحہ 16، جذب القلوب صفحہ 195)

حدیث نمبر۶:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

مَنْ زَارَنِي فِي الْمَدِينَةِ مُحْتَسِباً كَانَ فِي جِوَارِي وَكُنْتُ لَهُ شَفِيعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ [9]

یعنی جس نے مدینہ میں آکر میری زیارت کی برائی سے باز رہتے ہوئے یا بہ نیت نیک (یعنی اور کوئی غرض نہ ہو) وہ میرے پڑوس میں ہوگا اور قیامت کے دن میں اس کی سفارش کروں گا۔

حدیث نمبر۷:

ایک روایت میں فرمایا حضور ﷺ نے کہ مَنْ زَارَنِي مُتَعَمِّدًا كَانَ فِي جِوَارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. [10] (مشکوٰۃ شریف صفحہ 240)

یعنی جو قصداً و عمداً یعنی بہ نیت زیارت آکر میری زیارت کرے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

فائدہ: ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ زائرین(زیارت کرنے والے) حضرات مدینہ منورہ جاتے ہوئے صرف زیارتِ روضۂ انور کی نیت کریں یعنی ان کا اصل مقصد صرف زیارتِ روضۂ انور ہو باقی زیارت وغیرہ سب کچھ اس کے طُفیل میں ہو۔

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل [11]

---

[8] (المعجم الكبير للطبراني، باب العين، سالم عن ابن عمر، 291/12، الحديث13149، مكتبة ابن تيمية –القاهرة، الطبعة: الثانية)
(شفاء السقام في زيارة خير الأنام صلى الله عليه و سلم لتقي الدين السبكي، الباب الأول في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً، الحديث الثالث، ص107، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولي، 2008م)

[9] (السنن الصغير للبيهقي، كتاب المناسك، باب إتيان المدينة وزيارة قبر النبي صلى الله عليه وسلم والصلاة في مسجده ومسجد قباء وزيارة قبور الشهداء، 211/2، الحديث1771، جامعة الدراسات الإسلامية، كراتشي۔ باكستان، الطبعة: الأولى، 1410هـ 1989م)
(شفاء السقام في زيارة خير الأنام صلى الله عليه و سلم لتقي الدين السبكي، الباب الأول في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً، الحديث الحادي عشر، ص146، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولي، 2008م)

[10] (مشكاة المصابيح، كتاب المناسك، باب حرم المدينة حرسها الله تعالى، الفصل الثالث، 340/2، الحديث2755 -[28]، المكتب الإسلامي –بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[11] ترجمہ: مقصود ان کی ذات ہے باقی سب طفیلی ہے۔ (ن اُویسی)

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد ملت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اُس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے — اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل — روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے
ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ — لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

دلائل بطریقہ دیگر

ابن تیمیہ اور اس کے معتقدین سفر برائے زیارتِ قبر انور کے خلاف ہر طرح کا حربہ (ہتھیار) استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس راہ میں بہت سے بہکانے والے ملیں گے لہٰذا اُن کے بہکانے میں نہ آیئے اور طریقِ اہل محبت پر ثابت قدم رہتے ہوئے اِسی مقصد کے پیشِ نظر چلئے کہ ہم گنہگار، سیاہ کار، سلطانِ زمین وزماں ﷺ کے حضور حاضر ہو رہے ہیں تاکہ ان کی شفاعت خاص کے حقدار ہو جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ (النساء:100)

ترجمہ: اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اس کو موت (راستے میں) آلے تو اللہ تعالیٰ کے ذمے اس کا اجر ثابت ہو گیا۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ.[12] (مشکوٰۃ صفحہ 11)

یعنی پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہی ہے۔

(۲) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني.[13] (شفاء السقام صفحہ 27، جذب القلوب صفحہ 196)

یعنی جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا (بے رغبتی) کی۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

من زارني ميتا فكأنما زارني حيًاتي، ومن زار قبري وجبت له شفاعتي يوم القيامة، وما من أحد من أمتي له سعة ثم لم يزرني فليس له عذر.[14] (شفاء السقام صفحہ 37، جذب القلوب صفحہ 196)

یعنی جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو گئی اور جو میری اُمت میں سے میری زیارت کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر میری زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی عذر نہ ہو گا۔

---

[12] (مشكاة المصابيح، كتاب الأيمان، الفصل الأول، 8/1، الحديث 1، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[13] (جامع الأحاديث للسيوطي، حرف الميم، 240/20، الحديث 21997، د حسن عباس زكى)
(شفاء السقام في زيارة خير الأنام صلى الله عليه وسلم لتقي الدين السبكي، الباب الأول في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً، الحديث الخامس، ص127، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 2008م)

[14] (إتحاف الزائر وإطراف المقيم للسائر لأبي اليمن ابن عساكر، فصل ويتعلق بالزيارة جمع من الآداب، ص28، شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم، الطبعة: الأولى)
(شفاء السقام في زيارة خير الأنام صلى الله عليه وسلم لتقي الدين السبكي، الباب الأول في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً، الحديث الثامن، ص138، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 2008م)

(۴) امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی.[15]

(شفاء السقام صفحہ 39، جذب القلوب صفحہ 196)

یعنی جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

فائدہ: ان تینوں حدیثوں میں تارک زیارت کے لئے کتنی سخت وعید ہے بلاشبہ حضور ﷺ کے بے شمار احسانات جو اُمت پر ہیں ان کے پیش نظر اُمتیوں کا بہ ہزار عقیدت و محبت حاضر ہونا ہی دلیل غلامی و وفا ہے اور حاضری کا ترک اور اس سے بے رغبتی و بے نیازی ظلم و جفا (بے رُخی) ہے۔

زیارتِ مسجد نبوی سے استدلال: ابن تیمیہ اور اس کے معتقدین کہتے ہیں کہ مدینہ پاک کو جانے والے مسجد نبوی میں دوگانہ (نفل) پڑھنے کی نیت کریں پھر اس کے طفیل قبر نبی پر جاسکتے ہیں۔

احادیثِ مبارکہ

(۱) حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ

ومن خرج علی طهر لا يريد إلا مسجدي هذا يريد مسجد المدينة ليصلي فيه كانت بمنزلة حجة.[16] (وفاالوفاء جلد 1 صفحہ 301)

یعنی جو شخص پاکیزگی کے ساتھ صرف اس ارادہ سے نکلا کہ میری مسجد میں نماز پڑھے یہاں تک کہ اس نے اُس میں نماز پڑھی تو یہ حج کے برابر ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

من حج إلى مكة ثم قصدني في مسجدي كتبت له حجتان مبرورتان[17] (فضائل حج صفحہ 134)

یعنی جو شخص حج کے لئے مکہ جائے پھر میرا قصد کر کے میری مسجد میں آئے اس کے لئے دو حجِ مقبول لکھے جاتے ہیں۔

(۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

من صلي في مسجدي أربعين صلاة، لا تفوته صلاة كتب له براءة من النار، وبراءة من العذاب، وبرئ من النفاق[18]

(وفاء الوفا صفحہ 300)

یعنی جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں، کہ اس کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی تو وہ دوزخ اور عذاب اور نفاق سے بری لکھ دیا جاتا ہے۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة، ومنبري على حوضي[19]

---

15) (شفاء السقام في زيارة خير الأنام صلى الله عليه وسلم لتقي الدين السبكي، الباب الأول في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً، الحديث الثامن، ص139، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولي، 2008م)

16) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الفصل الخامس في فضائل المسجد الشريف، هل يختص التضعيف بالصلاة؟، 28/2، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1419)

17) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الفصل الأول في الأحاديث الواردة في الزيارة نصا، الحديث الخامس عشر، 175/4، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1419)

18) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي، الفصل الخامس في فضائل المسجد الشريف، هل يختص التضعيف بالصلاة؟، 27/2 إلي 28، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1419)

19) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي، الفصل السادس في فضل المنبر المنيف، والروضة الشريفة، 30/2، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1419)

یعنی میرے گھر اور میرے ممبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا ممبر میرے حوض پر ہے۔

اس طرف روضہ کانور اس سمت ممبر کی بہار　　بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

فضائلِ اُسطواناتِ مبارکہ

یہ ستون ہائے مبارکہ مسجد نبوی شریف میں ہیں اس کے بھی بہت بڑے فضائل وارد ہیں۔ ویسے تو ساری مسجد شریف ہی مبارک و متبرک ہے لیکن وہ حصہ جو حضور ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں مسجد تھا وہ خاص طور پر متبرک اور افضل ہے اور اس میں بھی ریاض الجنۃ کو خاص خصوصیت حاصل ہے اور اس حصے میں جتنے ستون ہیں ان کو بھی خصوصی فضیلت حاصل ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اکثر ان کے پاس نمازیں پڑھتے تھے اور ان ستونوں میں بھی چند مبارکہ ایسے ہیں جن کو بہت ہی زیادہ خصوصیت اور فضیلت اور اہمیت حاصل ہے اور وہ آٹھ ہیں۔

(۱) اُسْطوَانَہ مُخَلَّقَہ:

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں یہ جگہ سب سے زیادہ افضل اور مُتَبَرِّک ہے کیونکہ یہ حضور اکرم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے اور اسی جگہ محرابُ النبی ﷺ کے نام سے ایک محراب بنی ہوئی ہے جو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوائی تھی اس کو اُسْطُوَانَہ مُخَلَّقَہ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اس پر خاص طور پر خوشبو مَلی جاتی تھی۔[20] ورنہ اس کا اصل نام اُسْطُوَانَہ حَنَّانَہ ہے۔ کیونکہ اسی جگہ کھجور کا وہ تنا تھا جس پر ٹیک لگا کر آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور پھر ممبر بننے کے بعد آپ کے ہجر و فراق (جدائیگی) میں وہ رویا تھا۔

استن حنانہ در ہجر رسول　　نالہ میزد ہیجو ارباب عقول

یعنی محراب النبی ﷺ میں کھڑے ہوں تو یہ اُسْطُوَانَہ دائیں طرف محراب کے ساتھ ہی ہے۔

(۲) اُسْطوَانَہ عائشہ:

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

إن في مسجدي لبقعة قبل هذه الأسطوانة لو يعلم الناس ما صلوا فيها إلا أن تطير لهم قرعة. (وفاالوفاء صفحہ 312)

یعنی کہ بیشک میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو (اس کی فضیلت) معلوم ہو جائے تو اس کے لئے ہجوم کی وجہ سے قُرعہ ڈالنا پڑے۔

لوگوں نے اُم المؤمنین سے پوچھا وہ کون سی جگہ ہے؟ تو اُم المومنین نے اس وقت تو بتانے سے تَوَقُّفْ (سکوت اختیار) فرمایا لیکن اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر بتادیا۔ اسی لئے اس کو اُسْطُوَانَہ عائشہ کہتے ہیں کیونکہ اِن کے بتانے سے اس کی تعیین ہوئی۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عامر بن عبد اللہ اور اکثر مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے قریب نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔[21] (وفاء الوفاء صفحہ 313)

(۳) اُسْطوَانَہ التوبہ: اس کو اُسْطُوَانَہ ابولُبَابَہ بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابو لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے مشہور صحابی ہیں اُنہوں نے اپنے آپ کو ایک جرم کے سرزد ہونے پر اس سے باندھا تھا۔[22]

(جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي ، ص200، در مطبع كلكة، هند، 1263هـ)

20) (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي ، ص138، در مطبع كلكة، هند، 1263هـ)

21) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي، الفصل السابع في الأساطين المنيفة الأسطوان المخلق، أسطوان القرعة، 39/2إلي 40، دار الكتب العلمية –بيروت، الطبعة: الأولى 1419)

22) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي، الفصل السابع في الأساطين المنيفة الأسطوان المخلق، أسطوان التوبة، 40/2، دار الكتب العلمية –بيروت، الطبعة: الأولى 1419)

واقعہ یہ تھا کہ جب حضور ﷺ نے بد عہد قومِ یہود بنی قُرَیظہ کا دو ہفتہ تک مُحاصرہ (جانچ پڑتال) فرمایا تو وہ اُس مُحاصرہ سے تنگ آ گئے اور خائف (خوف زدہ) ہوئے۔ اُن کے سردار کعب بن اسد نے اُن سے کہا اب تین صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ تم اس شخص یعنی نبی کریم ﷺ کی تصدیق کر کے اُن کی بیعت کر لو کیونکہ یہ تم پر خوب ظاہر ہو چکا ہے کہ بلاشبہ یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب تورات میں ہے، اس صورت میں تمہاری جان و مال اور اولاد سب محفوظ ہے۔ دوم یہ کہ آؤ پہلے ہم اپنی ازواج و اولاد کو قتل کر دیں تا کہ ان کی مستقبل کی فکر نہ رہے اور پھر ان سے لڑیں جو ہو سو ہو۔ سوم یہ کہ ان سے صلح کی درخواست کریں شاید کوئی بہتری کی صورت نکل آئے۔ قوم نے پہلی دو صورتوں کو نہ مانا اور تیسری صورت کو مان کر صلح کی درخواست کر دی۔ حضور ﷺ نے ہمیں سوائے اس کے کچھ منظور نہیں کہ تم اپنے حق میں سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کر لو اُنہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابو لُبَابَہ کو بھیج دو کیونکہ ابو لبابہ سے اِن کے تعلقات بھی تھے اور ابو لُبَابَہ کا مال اور اہل و عیال بھی ان کے پاس تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ابو لُبَابَہ کو بھیج دیا اُنہوں نے ابو لُبَابَہ سے بطور مشورہ پوچھا ابو لُبَابَہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ سے کہا کہ قتل کئے جاؤ گے۔ پھر معاً مُتَنَبِّہ (فوراً خبردار) ہوا کہ میں نے بہت بُرا کیا کہ مال و اولاد کے لئے اللہ و رسول کی خیانت کی۔ چنانچہ وہاں سے سیدھے مسجد شریف میں آئے اور اپنے آپ کو اُس سُتون سے بندھوا لیا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اُس وقت تک نہ کچھ کھاؤں اور نہ کچھ پیوں گا چاہے مر جاؤں جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس آتے تو میں اُن کے لئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب اُنہوں نے بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے معاملہ کیا ہے تو اب جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہو۔ چنانچہ وہ ایک ہفتہ تک بندھے رہے ان کی بیوی قضائے حاجت اور نماز کے لئے کھول دیتی اس کے بعد پھر باندھ دیے جاتے تھے۔ اس عرصے میں کئی بار شدّتِ بھوک و تکلیف سے بے ہوش ہوئے۔ آٹھویں روز توبہ قبول ہونے کی بشارت دی اور کھولنا چاہا لیکن اُنہوں نے کہا خدا کی قسم مجھے کُھلنا منظور نہیں جب تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر اپنے دستِ مبارک سے نہ کھولیں چنانچہ آپ تشریف لائے اور اُنہیں کھولا۔[23] (خزائن العرفان صفحہ ۲۲۴)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کے رنج و غم میں اُنہوں نے اپنے آپ کو اُس سُتون سے بندھوایا تھا۔ (واللہ اعلم) اسی واسطے اس کو اُسطوانہ التوبہ کہتے ہیں۔ توبہ کی قبولیت کے سلسلے میں اس ستون کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ حضرت محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اِسی اُسطوانہ کے پاس نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔[24] (وفاء الوفا صفحہ ۳۱۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اسی ستون کے قریب اعتکاف فرمایا ہے۔[25] (وفاء الوفاء صفحہ ۳۱۷)

یہ ستون اسطوانۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے برابر حُجرہ شریف کی طرف ہے اس کے اوپر بھی لکھا ہوا ہے۔

(۴) **اسطوانۃ السریر:** یہ حضور اکرم ﷺ کے شب کو آرام کرنے کا مقام ہے۔ چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اَیامِ اعتکاف میں آپ اسی جگہ آرام فرماتے تھے۔ اسی واسطے اس کو اسطوانۃ السریر کہتے ہیں۔ کیونکہ سریر کے معنی خوابگاہ کے ہیں۔ یہ ستون اُسطوانۃ التوبہ سے جانب حجرہ شریف مبارک جالیوں سے ملا ہوا ہے۔[26]

---

[23] (کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان، الانفال: 27، ص 340، مکتبۃ المدینہ)

[24] (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي، الفصل السابع في الأساطين المنيفة الأسطوان المخلق، أسطوان التوبة، 2/42، دار الكتب العلمية –بيروت، الطبعة: الأولى 1419)

[25] (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي، الفصل السابع في الأساطين المنيفة الأسطوان المخلق، أسطوان التوبة، 2/44، دار الكتب العلمية –بيروت، الطبعة: الأولى 1419)

[26] (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي، الفصل السابع في الأساطين المنيفة الأسطوان المخلق، أسطوان السرير، 2/44، دار الكتب العلمية –بيروت، الطبعة: الأولى 1419)

(جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص 143، در مطبع كلكة، هند، 1263ھ)

(۵) **اسطوانة المحَرَسْ:** اس کو اُسطوانہ علی ابن ابی طالب بھی کہتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حَرَس کے معنی حفاظت کے ہیں چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر راتوں کو اسی جگہ بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ کی پاسبانی کرتے اور نمازیں پڑھتے اس لئے اس کا نام آپ کے نام پر بھی مشہور ہو گیا۔ یہ سُتون اُسطوانۃ التوبہ کے پیچھے جانب شمال میں ہے۔[27]

(۶) **اُسطوانة الوفود:** عرب کے وَفُوْدْ (گروہ) جو اَطراف مدینہ منورہ سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اکثر اُسی جگہ بٹھائے جاتے پھر آپ اُن میں تشریف فرما کر اُنہیں اسلام پر بیعت فرماتے اور اُنہیں شریعت کے احکام کی تعلیم فرماتے۔ اکابر صحابہ کرام اس وقت آپ کے اِرد گرد ہوتے اور یہ نورانی مَنْظَرْ دیکھتے۔ یہ ستون اسطوانۃ المحرس کے پیچھے شمال کی جانب ہے۔[28]

(۷) **اُسطوانہ جبرئیل:** اس کو اسطوانہ جبرئیل اس لئے کہتے ہیں کہ اکثر اوقات حضرت جبرئیل علیہ السلام اسی مقام پر وحی لایا کرتے تھے لیکن یہاں اسطوانۂ شریفہ اُس وقت حجرہ شریفہ کی تعمیر کے اندر آگیا باہر سے زیارت نہیں ہوتی۔ اس اُسطوانہ کے قریب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا دروازہ تھا جب اپنے حجرے سے تشریف لاتے تو اس مقام پر کھڑے ہو کر فرماتے السلام علیکم أهل البيت الخ۔[29]

(۸) **اسطوانہ تہجّد:** اکثر اوقات اسی مقام پر حضور ﷺ تہجد پڑھتے۔[30] یہ مقام اب بھی متعین موجود ہے یہاں لوگ تہجد ادا کرتے ہیں اس کی محراب پر لکھا ہے: ومن الليل الخ.

یہ بابِ جبریل (مغرب کی طرف) کے عین سامنے ہے دائیں جانب چبوترہ صُفّہ ہے اور بائیں جانب روضہ پاک۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز بھوک کی شِدّت سے پریشان ہو کر آپ ﷺ کی راہ گزر پر آبیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ ﷺ تشریف لائے اور میرا حال دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا: ابوہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ ﷺ! فرمایا ادھر آؤ! میں آپ کے پیچھے پیچھے حجرہ تک پہنچا فرمایا: ایک پیالہ دودھ ہے جو کسی نے مجھے ہدیہ کے طور پر پیش کیا ہے تو تم جاؤ اور اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ! میں تعمیلِ حکم میں چل پڑا۔ لیکن دل میں خیال کیا کہ ایک پیالہ تو دودھ ہے اور آپ سارے اصحابِ صفہ کو بلا رہے ہیں۔ اگر فقط مجھ ہی کو عطا فرما دیتے تو میں اس کو پی کر تھوڑی دیر آرام پاتا۔ الغرض میں ان سب کی جو تعداد میں ستر تھے بُلا لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لو دودھ کا پیالہ اور ان سب کو پلاؤ میں نے ایک کو دیا اس نے خوب سیر ہو کر پیا مگر دودھ ذرہ برابر بھی کم نہ ہوا۔ پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو یہاں تک کہ سب نے خوب سیر ہو کر پیا مگر دودھ بالکل کم نہ ہوا۔ پھر وہ لے کر میں آپ ﷺ کی حضور حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے تبسم فرما کر فرمایا اب فقط ہم اور تم رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ! فرمایا: بیٹھ جاؤ اور خوب سیر ہو کر پی لو! میں نے بھی خوب سیر ہو کر پیا اور باقی آپ ﷺ کے آگے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کا خطبہ پڑھا اور پھر اس کو نوش فرما لیا۔

---

[27] (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى, الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي, الفصل السابع في الأساطين المنيفة الأسطوان المخلق, أسطوان المحرس, 2/ 45, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الأولى 1419)

(جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي, ص142, در مطبع ككة, هند, 1263هـ)

[28] (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى, الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي, الفصل السابع في الأساطين المنيفة الأسطوان المخلق, أسطوان الوفود, 2/ 45, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الأولى 1419)

(جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي, ص142, در مطبع ككة, هند, 1263هـ)

[29] (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى, الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي, الفصل السابع في الأساطين المنيفة الأسطوان المخلق, أسطوان مربعة القبر, 2/ 46, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الأولى 1419)

(جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي, فصل اما اسطوانات رحمت سمات الخ, ص143, در مطبع ككة, هند, 1263هـ)

[30] (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى, الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي, الفصل السابع في الأساطين المنيفة الأسطوان المخلق, أسطوان التهجد, 2/ 46, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الأولى 1419)

(جذب القلوب صفحہ 107)

کیوں جنابِ بوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر　　　جس سے ستر صاحبو کا دودھ سے منہ پھر گیا

چبوترۂ اصحابِ صُفّہ پر بیٹھ کر ذکر واذکار کرنا اور نوافل ادا کرنا چاہیے۔

تبصرہ اُویسی غُفِرَلَہٗ: مسجد کی بزرگی مسجد والے کی وجہ سے ہے اور ستونوں کی برکات بھی اُسی کریم کے طفیل۔ لیکن اُلٹی کھوپڑی کا علاج کون کرے وہ اصل کو طفیل اور طفیل کو اصل بنا رہے ہیں اور جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ بھی غلط کیونکہ اس حدیث میں تین مساجد کے سفر کی تصریح ہے حالانکہ مسجد قُبا کا ذکر اس میں نہ ہونے کے باوجود اس کے فضائل سب کو مُسَلَّمْ (تسلیم) ہیں۔

فضائلِ مسجدِ قُبا شریف

مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر مسجد شریف ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے اور وہ صحابہ کرام جو آپ سے پہلے ہجرت کرکے مدینہ منورہ آچکے تھے وہ بھی بجانبِ جنوب ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو مدینہ منورہ داخل ہو کر پہلے چند روز یہاں بنی عمر بن عوف کے ہاں قیام فرمایا اور پہلے روز ہی دست مبارک سے مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ آپ کے صحابہ نے بھی اہلِ قُبا کے ساتھ حضور ﷺ نے اور دوسرا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تیسرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ؕ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ [31]

ترجمہ: بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

یزورویاتی قباء راکبا وما شیئا فیصلی فیه رکعتین [32] ویاتی قباء کل سبت. [33] (مسلم شریف صفحہ 448)

یعنی پیدل اور سواری پر تشریف لاکر مسجد قُبا کی زیارت کرتے اور اس میں دو رکعتیں نماز پڑھتے و نیز ہر منگل کو بھی تشریف لاتے۔

فائدہ: حضور سرورِ عالم ﷺ کا ماہِ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کی صبح کو بھی تشریف لانا ثابت ہے۔ [34]　(جذب القلوب صفحہ 136)

(۲) امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

واللہ اگر ایں مسجد درطرفے از اطراف عالم میبود جه جگرہائے شتران که درطلب او نمبردیم ۔

یعنی خدا کی قسم اگر یہ مسجد عالم کے کناروں میں کسی کنارے پر بھی واقع ہوتی تو ہم اس کی طلب میں کتنے اونٹوں کے جگر مار دیتے۔ [35]

(جذب القلوب صفحہ ۱۳۲)

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

---

31) (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي . ص184. در مطبع كلكة. هند. 1263هـ)

32) (صحيح مسلم. كتاب الحج. باب فضل مسجد قباء وفضل الصلاة فيه وزيارته. 1016/2. الحديث2479. دار إحياء الكتب العربية)

33) (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي . ص186. در مطبع كلكة. هند. 1263هـ)

(صحيح مسلم. كتاب الحج. باب فضل مسجد قباء وفضل الصلاة فيه وزيارته. 1017/2. الحديث2483. دار إحياء الكتب العربية)

34) (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي . ص186. در مطبع كلكة. هند. 1263هـ)

35) (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي . ص186. در مطبع كلكة. هند. 1263هـ)

دو رکعت نماز در مسجد قبا بگذارم محبوب تر است پیش من از آنکه دو بار زیارت بیت المقدس کنم۔[36]

یعنی مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھنا میرے نزدیک بیت المقدس کی دو بار زیارت کرنے سے بہتر ہے۔ (جذب القلوب 136)

(۴) حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ الصلاۃ في مسجد قباء کعمرۃ.[37] (ترمذی)

یعنی مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرے کے برابر ہے۔

فضائلِ مسجدِ شمس

مسجدِ قُبا سے قریب ہی مشرق کی طرف مسجدِ شمس ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب بنی نصیر کا مُحاصرہ (جانچ) فرمایا تھا تو چھ روز متواتر (لگاتار) اس مقام پر نماز ادا فرمائی تھی بعد ازاں یہاں مسجد تعمیر کردی گئی۔[38] (جذب القلوب صفحہ ۱۳۷)

یہ مقام بہ نسبت اور مقامات کے بلندی پر واقع تھا اور طلوعِ شمس اس پر پہلے ہوتا تھا اس لئے اس کا نام مسجدِ شمس ہوگیا۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ یہاں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے لئے اعادہ شمس ہوا تھا یہ غلط ہے کیونکہ وہ وادی صہبا میں خیبر کے قریب ہوا تھا۔[39]

مسجد جمعه

حضور اکرم ﷺ جب قبا سے بحکمِ احکم الحاکمین جمعہ کے روز مدینہ منورہ کی طرف چلے تو قبیلۂ بنو سالم بن عوف کے گھروں تک پہنچے تھے کہ نمازِ جمعہ کا وقت ہوگیا تو آپ نے وہیں نمازِ جمعہ ادا فرمائی اس لئے اس مسجد کا نام مسجد جمعہ ہوگیا۔[40] (جذب القلوب صفحہ 138)

مسجد بنی معاویه

اس کو مسجد الاِجابہ بھی کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس مسجد میں نماز پڑھ کر تین دعائیں فرمائیں ایک تو یہ کہ میری اُمت قحط میں مبتلا ہو کر ہلاک نہ ہو۔ دوسری یہ کہ عذابِ قبر ان پر مسلط نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ آپس میں قتال نہ کریں۔ پہلی اور دوسری قبول ہوئیں اور تیسری سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا کہ آپ کی اُمت میں قتال وغیرہ ہوگا۔ یہ مسجد مسجد جمعہ کے قریب واقع ہے چھوٹی سی چار دیواری میں محراب بنی ہوئی ہے اوپر چھت وغیرہ نہیں ہے۔[41]

مسجدِ مَشْرَبَہ ام ابراهیم

مَشْرَبہ بُسْتَانْ (باغیچہ) کو کہتے ہیں۔ اُم المومنین حضرت ماریہ قبطیہ والدہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ کا یہاں ایک باغ تھا۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ماریہ قبطیہ نہایت خوبصورت تھیں اور حضور ﷺ ان کے ساتھ بہت خوش رہتے تھے اور یہ بات میرے لئے غیرت اور رشک کا مُوجِب ہوئی چنانچہ حضور ﷺ ان کو ان کے باغ میں لے گئے اور اُنہوں نے وہیں رہنا شروع کردیا اور وہیں حضرت ابراہیم

---

[36] (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص187، در مطبع كلكة، هند، 1263هـ)

[37] (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص187، در مطبع كلكة، هند، 1263هـ)

(سنن الترمذي، كتاب الصلاة، صفة الصلاة، باب ما جاء في الصلاة في مسجد قباء، 235/2، الحديث324، دار الكتب العلمية)

[38] (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص190، در مطبع كلكة، هند، 1263هـ)

[39] (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص191، در مطبع كلكة، هند، 1263هـ)

[40] (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص189، در مطبع كلكة، هند، 1263هـ)

[41] (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص196، در مطبع كلكة، هند، 1263هـ)

پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ گاہے بگاہے وہاں تشریف لے جاتے اور وہاں نمازیں بھی پڑھتے۔ یہ مقام عوالیٔ مدینہ منورہ حرہ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے درمیان واقع ہے چار دیواری کے اندر مسجد و مقام ہے آج کل چار دیواری کے اندر جانے کے راستے بند ہیں۔[42] (جذب القلوب صفحہ 141)

مسجد بنی ظفر

حضور اکرم ﷺ چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ محلہ بنی ظفر میں تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی۔ نماز پڑھ کر آپ ایک پتھر پر جلوہ افروز ہوئے اور ایک قاری قرآن سے قرآن کریم سُنا۔ قاری صاحب نے جب یہ آیت کریمہ پڑھی:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا.[43]

آپ رو پڑے۔ علماءِ کرام نے لکھا ہے کہ جس عورت کو حمل نہ ہوتا ہو وہ اس پتھر پر جا کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی تاثیر سے حاملہ ہونے کی صلاحیت پیدا فرما دیتا ہے۔ اس مبارک پتھر کی یہ تاثیر متقدمین اور متاخرین میں بہت مشہور و مُجرّب ہے۔[44] (جذب القلوب صفحہ 142)

نیز اسی مسجد سے قبلہ کی طرف مقامِ حرہ میں بہت سے پتھر ہیں جو بہت مبارک اور یادگار ہیں۔ ایک پتھر پر حضور ﷺ کے خچر کے سُم کے نشان ہیں اور ایک پتھر پر آپ کی کہنی کا نشان ہے اور ایک پتھر پر کچھ انگلیوں کا سا نشان ہے عوام الناس اس مقام کو "سفرہ پیغمبر" کہتے ہیں۔

مصلے عیدیہ یا مسجدِ غُمامہ

اس مقام پر حضور ﷺ نے نمازِ عید الفطر یا نماز عید الاضحی اور نمازِ استسقاء اور نمازِ جنازہ بر شاہ حبشہ نجاشی پڑھی ہے۔ اب وہاں ایک عظیم الشان مسجد ہے اس کے قریب ہی دو چھوٹی سی مسجدیں ہیں ایک مسجدِ ابو بکر اور ایک مسجدِ علی کے نام سے مشہور ہیں۔[45] (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

مسجدِ ابوذر غِفاری

سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو مشرق کی طرف سے جاتے ہوئے یہ مسجد راستے میں پڑتی ہے۔ اس مسجد میں حضور اکرم ﷺ نے نماز میں اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف جو اُس وقت آپ کے ساتھ تھے فرماتے ہیں کہ میں رونے لگ گیا کہ شاید آپ کی وفات شریف ہوگئی ہے۔ پھر آپ نے سجدہ سے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے وجہ عرض کی فرمایا میرے پاس جبریل امین آئے ہیں اور میرے رب کا پیغام لائے ہیں کہ جو شخص میرے اوپر درود و سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ بھی اس پر درود و سلام بھیجے گا۔[46]

مساجدِ خَمْسَہ

(۱) مسجدِ فتح (۲) مسجدِ ابو بکر صدیق (۳) مسجدِ علی مرتضیٰ (۴) مسجدِ سلمان فارسی (۵) مسجدِ بنی حرام (رضی اللہ عنہم)۔ اِن مَساجدِ خمسہ میں خود حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے غزوۂ خندق کہ اس غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں، کے موقع پر نمازیں پڑھی ہیں۔ یہ مساجد مدینہ منورہ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر جانبِ مغرب واقع ہے ان میں سب سے افضل مسجدِ فتح ہے۔ کیونکہ اس مقام پر حضور اکرم ﷺ کا قیام تھا آپ نے اسی مقام پر نمازیں پڑھیں اور دعائیں فرمائی ہیں اور اسی مقام پر اِجابتِ دعا (دعاء کی قبولیت) اور فتح کی بشارت پائی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کے بعد قریش تمہارے مقابلہ

---

[42] (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص194، در مطبع كلكة، هند، 1263ھ)

[43] ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔ (کنز الایمان)

[44] (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص195، در مطبع كلكة، هند، 1263ھ)

[45] (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص199، در مطبع كلكة، هند، 1263ھ)

[46] (جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص197، در مطبع كلكة، هند، 1263ھ)

میں کبھی نہ آئیں گے اسی واسطے اس کا نام مسجد فتح ہے۔ اور دوسری مساجد جن صحابہ کرام کے اسماءِ مبارکہ کے ساتھ منسوب ہیں وہ اس لئے کہ اُس روز یہ صحابہ ان مقامات پر متعین تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مقامات پر مساجد تعمیر کروادیں۔ **فجزاہ اللّٰہ خیر الجزاء۔**

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو جب کوئی مشکل درپیش آتی تو میں اُس وقت مسجدِ فتح میں جاکر دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے اور مشکل آسان ہو جاتی ہے۔[47] (جذب القلوب صفحہ ۱۴۷)

غارِسجدہ

مساجدِ خمسہ کے قریب ہی جانب مشرق جبل سلع میں ایک غار مبارک ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایام غزوۂ خندق میں اس کو زینت بخشی ہے اور بعض اوقات وہاں شب باش بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضری کے لئے آئے جب مسجد اور حُجراتِ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں نہ پایا تو لوگوں سے پوچھا۔ لوگوں نے کہا کبھی کبھی اس پہاڑ کی طرف بھی تشریف لے جاتا کرتے ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں پہاڑ کی طرف آپ کی تلاش میں چل نکلا جب پہاڑ کے اُوپر چڑھ کر اِدھر اُدھر نظر کی تو کیا دیکھا کہ ایک غار میں آپ سجدے میں سرِ انور رکھے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ میں بوجہ ہیبت (خوف کے سبب) غار کے اندر نہ گیا اور نیچے اُتر آیا۔ کافی دیر کے بعد پھر چڑھ کر دور سے دیکھا تو آپ اسی طرح سجدے میں ہی تھے مجھ کو گمان ہوا کہ کہیں آپ کی وفات ہی نہ ہوگئی ہو۔ جب قریب گیا تو آپ نے سجدہ سے سرِ انور اُٹھا کر فرمایا میرے پاس جبریل امین آئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا سلام پہنچایا اور کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے کہ اے حبیب اُمت کے معاملہ میں غمگین نہ رہو بلکہ اپنا دل خوش رکھو ہم تمہاری اُمت کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کریں گے جس سے تمہارا دل دُکھے بلکہ ہم تمہیں راضی کریں گے تو میں اس نعمتِ عُظمیٰ کے حصول پر سجدۂ شکر ادا کررہا تھا بلکہ اے معاذ سجدہ سے بڑھ کر کوئی چیز بندہ کو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرنے والی نہیں ہے اس لئے اس غار کا نام غارِ سجدہ ہوا۔[48] (جذب القلوب صفحہ ۱۴۹)

مسجدِ قبلتَیْن

یہ مسجد فتح سے جانبِ مغرب دو تین فرلانگ[49] کے فاصلہ پر بیر رومہ اور وادی عقیق کے نزدیک واقع ہے۔ حضرت محمد بن اخنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی سلمہ میں اُم مبشر ایک بی بی تھیں کہ ان کے ہاں حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے اور وہ آپ کے لئے کھانا تیار کر کے لائیں۔ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ لوگوں نے آپ سے ارواحِ مومنین وکافرین کے حالات پوچھے آپ نے جوابات دیئے۔ اس تذکرہ میں ظہر کا وقت ہوگیا آپ اسی علاقہ کی مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے ظہر کی دو رکعت پڑھی تھیں کہ وحی الٰہی سے بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا تو اسی لئے اس مسجد کا نام "مسجد القبلتین" ہے۔[50]

اپیل اُویسی غُفِرَلَہٗ: ابنِ تیمیہ اور اُس کے معتقدین (پیروکاروں) نے مزارِ رسول ﷺ کی زیارت کے سفر کو شرک کہا۔ اہلِ حق نے قرآن و حدیث سے اس سفر کو مبارک ثابت کیا تو ابن تیمیہ نے اپنے مؤقف میں حدیثِ "لاتشدوا الرحال" پیش کردی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سفر صرف تین مساجد کا ہو۔ اہلِ حق نے ان کا غلط نظریہ بھی ملیامیٹ کردیا جیسا کہ اُوپر مذکور ہوا کہ سفر تو صرف تین مساجد پر موقوف نہیں اِن مساجد کے علاوہ متعدد مساجد

---

47) (جذب القلوب إلى ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص201تا206، در مطبع كلكة، هند، 1263ھ)

48) (جذب القلوب إلى ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص206، در مطبع كلكة، هند، 1263ھ)

49) فرلانگ=220گز=1/8 میل(تقریباً201.168میٹر)۔(س رضا)

50) (جذب القلوب إلى ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي، ص206، در مطبع كلكة، هند، 1263ھ)

کاسفر ثابت ہے اور مساجد کے علاوہ بیشمار اسلامی سفر قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔اس کے باوجود پھر بھی ابنِ تیمیہ اور اس کے معتقدین(پیروکاروں)بضد ہیں کہ قبرِانور کی زیارت کاسفر شرک ہے اور ایک عقلی دلیل سے عوام کو بہکاتے ہیں وہ عقلی دلیل یوں ہے۔

عقلی دلیل: جن احادیث مبارکہ میں زیارت کا حکم ہے وہ ہے زیارتِ قبرِرسول ﷺ اور قبرِرسول ﷺ تو آج کل نہیں دیکھی جاسکتی جیسا کہ زائرینِ مدینہ کو معلوم ہے کہ قبرِمبارک کے آگے دیوار ہے اس پر سبز غلاف پڑے ہیں قبرِمبارک نظر بھی نہیں آتی جب قبر کی زیارت ہی نہ ہوئی تو وجوبِ شفاعت کیسے نصیب ہوگی۔

جوابِ اُویسی غفرلہ: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ جیسی احادیث مبارکہ میں نفس قبر مراد نہیں بلکہ حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کی حاضری مراد ہے جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ بنفسِ نفیس زندہ موجود ہیں اسی لئے اُمتی کو آپ کی خدمت میں حاضری کا حکم ہے اور ایک قاعدہ علم معانی پر مبنی ہے وہ یہ کہ "محل بول کر حال مراد لیا گیا ہے۔"مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ آیت میں اَرْحَامِ(پیٹ)بول کر ''مَافِی الْجَوْفِ'' (جو پیٹ میں ہے)مراد لیا گیا ہے یعنی بچہ یا بچی وغیرہ۔

نکتہ: اِن تمام بحث کی اصلی غرض ابن تیمیہ اور اس کے معتقدین(پیروکاروں)کے عقیدہ کا اظہار ہے۔اِن کا عقیدہ ہے کہ جب حضور ﷺ فوت ہوکر مٹی میں مل گئے اور روحِ اعلیٰ علیین میں ہے تو اب مٹی کے ڈھیر پر جانے کا کیا فائدہ۔(معاذاللّٰہ)

اہلِ سنت اپنے عقیدہ کی پختگی پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے نبی کریم ﷺ کو زندہ مان کر صرف اور صرف آپ کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے   اصلِ مراد حاضری اس پاک در کی ہے

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔پاکستان